Regd. # MC-1177

خلاصۃ النفحات الباھرۃ فی جواز القول بالخمسۃ الطاھرۃ

"پنجتن پاک" اور "بارہ امام" کہنے کا جواز

تالیف

شیخ الإسلام المحدث المفسر الفقیہ
المخدوم محمد ھاشم التتوی السندی الحنفی
(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمہ وتخریج وتحشیہ

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(شیخ الحدیث ورئیس دار الإفتاء بجامعۃ النور)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

خلاصةُ النَّفَحاتِ الباہِرَۃ
فِی جوازِ القولِ بِالخمسۃِ الطّاہرۃِ

(''پنجتن پاک'' اور ''بارہ امام'' کہنے کا جواز)

مؤلف

شیخ الإسلام المحدّث المفسّر الفقیہ
مخدوم محمد ہاشم التَّتوی السّندی الحنفی
(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمہ و تخریج و تحشیہ

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاالله نعیمی
(شیخ الحدیث و رئیس دارالإفتاء بجامعۃ النور)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب: خلاصة النفحات الباهرة فی جواز القول بالخمسة الطاهرة
(پنجتن پاک اور بارہ امام کہنے کا جواز)

مؤلف: شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی السندی حنفی علیہ الرحمہ

مترجم ومخرج ومُحشّی: حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

معاون: محمد اُسامہ قادری

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/اپریل 2018ء

سن اشاعت نمبر: 289

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،
فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

پیش لفظ

حضرت علامہ مولانا خرم محمود سرسالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

ایک مبتدی طالبِ علم پر بھی یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ کسی فن کو سمجھنے کے لئے ''اصطلاحات'' کی بہت اہمیت ہے، بغیر اصطلاحات جانے کسی کتاب کو سمجھنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماو محقّقین نے اصطلاحاتِ فنون پر باقاعدہ کتب لکھی ہے۔ مثلاً: کتبِ فقہ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ الفاظ "فقه العبادله "یا" رأيت العبادلة الثلاثة يفعلون ذلك" پڑھنے میں آتے ہیں، یہ ایک اصطلاح ہے، اس مرادِ تین صحابہ کرام (عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن الزبیر) رضی اللہ عنہم ہیں۔

یوں ہی ''ائمہ اربعہ''، ''شیخین''، ''صاحبین'' وغیرہ اصطلاحات ہیں۔ اِن اصطلاحات پر کوئی نص وارد نہیں ہوئی، قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ یہ کسی صحابی کا قول ہے۔ اس کے باوجود یہ اصطلاحات بلانکیر جارِی وساری ہیں نہ کسی نے لکھنے والے پر اعتراض کیا اور نہ کبھی کسی نے پڑھنے والے پر کوئی حرف گیری کی۔ بلکہ اگر کوئی شخص، فردِ واحد کسی چیز کے متعلق اصطلاح مقرر کرتا ہے تو علماو محقّقین اس کی اصطلاح ذکر کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں:

یہ فلاں کی اصطلاح ہے اور ''لَا مُشَاحَةَ فِی الِاصْطِلَاحِ'' (اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

جب یہ سب اصطلاحات جاری وساری ہیں اور اصطلاح کے مقرر کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تو پھر آخر ''پنجتن'' اور ''بارہ امام'' کے الفاظ پر واویلا کیوں؟ یہ بھی تو ایک اصطلاح ہے کہ ''پنجتن'' سے مراد پانچ نفوسِ قدسیہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت امام حسن، حسین رضی اللہ عنہم) ہیں اور ''بارہ امام''

اہلِ بیت کے بارہ قدسی صفات اشخاص مراد ہیں۔

اور پھر جب کہ ''پنجتن'' تو حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔ چناں چہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَأَدْخَلَہُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَأَدْخَلَھَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَأَدْخَلَہُ ثُمَّ قَالَ: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا﴾ (پ:۲۲، الاحزاب، ۳۳) (صحیح مُسلم: کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم، باب فضائل أھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم 2424)

ایک صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا، پھر جناب حسین آئے وہ بھی انکے ساتھ داخل ہوگئے، پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا گیا، پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا۔ پھر فرمایا: اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف فرمادے۔

مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: خیال رہے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس حدیث سے لیا گیا ہے۔
(مرآۃ المناجیح: کتاب المناقب، باب مناقب اھلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الاول، رقم 6136، 412/8)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نَزَلَتْ ہٰذِہِ الْآیَۃُ فِی خَمْسَۃٍ: فِیَّ، وَفِی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَحَسَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَحُسَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَفَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، ﴿اِنَّمَا

۳۳)۔(جامع البیان عن تأویل آی القرآن:سورۃ الأحزاب،تحت الآیۃ ۳۳، 102/19)

یعنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آیت پانچ (پنجتن) کے بارے میں نازل ہوئی: میرے، علی، حسن، حسین اور فاطمہ کے بارے میں۔ پھر آیتِ تطہیر تلاوت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے ''خَمسَۃ'' کا لفظ ارشاد فرمادیا اور پھر''خَمسَۃ'' سے اپنی مراد کو بھی ظاہر فرمادیا۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے، ہمارے نزدیک حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات بھی آیہ تطہیر میں شامل ہیں، اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مقدس محبوب بندے، بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن ''پنجتن پاک'' بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیثِ منقولہ بالا میں خود حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے ''خَمسَۃ'' کا کلمہ ادا ہوا اور پھر اُس کی تفصیل بھی خود حضور علیہ السلام بیان فرمائی۔

خیر اس طرح کے اعتراضات وسوالات ہر دور میں ہوتے رہے ہیں اور اہلِ علم ان کے جوابات دیتے رہے ہیں۔ سندھ کے علم وادب کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت یافتہ شہر ٹھٹہ سے تعلق رکھنے والے اٹھارویں صدی عیسوی کے عظیم محدّث، یگانہ روزگار فقیہ، بیسیوں کُتُب کے مُصنّف شیخ الاسلام المحدّث المفسّر الفقیہ مخدوم محمد ھاشم التّتوی السّندی الحنفی (م 1174:ھ) علیہ الرحمہ کے دور میں بھی ''پنجتن پاک'' اور ''بارہ امام'' کہنے والوں کو رافضی اور نہ جانے کن کن شنیع القاب سے مُلقّب کیا گیا۔ آپ نے ''پنجتن'' اور ''بارہ امام'' کہنے کے بارے میں ایک رسالہ بنام ''خلاصۃُ النّفحاتِ الباھِرۃِ فِی جوازِ القَولِ بِالخَمسۃِ الطّاھرۃِ'' تالیف فرمایا، جس میں مذکورہ الفاظ کے مدلول کا دلائل سے جواز ثابت فرمایا۔

یہ رسالہ فارسی زبان میں تھا، جس پر ترجمہ، تخریج اور تحشیہ کا کام مصنّف، محقق، مترجم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہ العالی نے انجام دیا ہے۔ جسے جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 289 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مصنّف، مترجم اور جملہ معانین واشاعت کاران کو اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات میں روز افزوں ترقی فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خرم محمود سر سالوی

10 اپریل 2018ء

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور وہ (ہر کام کے لئے) کافی ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام جنہیں اس نے (خود) چنا۔

اور حمد و سلام کے بعد!

فقیر حضرت بادشاہ بے نیاز کی رحمت کا اُمیدوار محمد ہاشم بن عبد الغفور سندھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال کو اچھا کرے اور اُس کے انجام کو احسن بنائے۔ کہتا ہے:

یقیناً سننے میں آیا ہے کہ بعض متعصّبین نے کہا ہے کہ جو شخص بھی پانچ نفوسِ کریمہ پر پنجتن پاک کے لفظ کا اطلاق کرے گا، وہ شخص رافضی ہوگا اور جو بھی بارہ معروف نفوسِ کریمہ پر بارہ امام کا اطلاق کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پنجتن پاک:

پس میں نے کہا کہ گروہ اہلِ اسلام اور حضرت سیّد کائنات علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے خُدام کی جماعت پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور ہو چکا ہے کہ لوگ ''پنجتن پاک'' کا لفظ بول کر اس سے مراد اوّلین و آخرین کے سردار حضرت (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، حسنین (کریمین) اور (حضرت فاطمہ) الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم مراد لیتے ہیں۔ پس یہ معنی صحیح و ثابت ہے اور اس اطلاق کی تصحیح میں اصل (دلیل) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے: فرماتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین آئے پس وہ اُن کے ساتھ (چادر میں) داخل

ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے انہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے تو آپ نے انہیں (بھی) داخل فرما لیا، پھر فرمایا (اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی): اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ٥ (الأحزاب: ۳۳/۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو، کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنز الایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں، امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے اور اس کی مثل اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ امام حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور خطیب بغدادی نے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز اس کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام ترمذی اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام ترمذی نے اپنی ''سُنَن'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ''ابن جریر'' اور ''ابن مردویہ'' نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں فرمائی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، امام بیہقی نے اپنی سُنَن میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں کی اور امام حاکم نے اپنی ''مُستدرک'' میں صحیح قرار دیا۔

اور ابنِ جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفاسیر میں (اس کی

) تخریج کی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہ دیگر ان الفاظ سے مروی ہے کہ: یہ آیہ کریمہ پانچ (ہستیوں) کے بارے میں نازل ہوئی: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت (امام) حسن، حضرت (امام) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آیہ کریمہ میرے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے''۔

امام احمد نے ''کتاب المناقب''، امام طبرانی نے اپنی ''معجم''، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفاسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز یہ روایت بھی صحت کے ساتھ مروی ہے کہ جس وقت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی اُسی وقت ان کے حق میں دعا فرمائی اور عرض کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں ان سے ناپاکی کو دُور فرمادے اور انہیں پاک بنادے'' پس دعا مقبول ہوئی اور مذکورہ آیۂ کریمہ اسی وقت آپ پر نازل ہوئی۔

اِس آیۂ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کے مجموعے سے معلوم ہوا کہ نفوسِ مطہرہ پر لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق جائز اور ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے اور (اس کے) قائل کی طرف رفض کی نسبت کرنا تعصّب (تنگ نظری) اور عناد (بغض) ہے۔ اگرچہ علماءِ اہلسنّت فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ میں (مذکور) طہارت پانچ نفوسِ مسطورہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ جمیع اہلِ بیت، ازواجِ مطہرات وغیرہنّ کو عام ہے۔ نیز اس قاعدے کے واسطے سے جو علمِ اُصول میں ثابت ہے کہ ''اعتبار عمومِ لفظ کا ہے نہ کہ خصوصِ

سبب کا'' اس کے باوجود لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق مذکورہ تعمیم کے منافی نہیں ہے، کیونکہ شرعاً مفہوم عدد معتبر نہیں اور ''عدد پر نص لانا تخصیص پر دلالت نہیں کرتا'' جیسا کہ علم الاُصول میں ثابت ہے۔ پس اس لفظ کا اطلاق تمام اہلِ بیت جیسے ازواجِ مطہرات اور آلِ عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے طہارت کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ لہٰذا دس نفوس کریمہ معروفہ (یعنی وہ دس صحابہ جنہیں جنت کی بشارت دی گئی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ''عشرہ مبشرہ'' کا اطلاق جائز ہے۔ حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوا دوسروں کو بھی جنت کی بشارت دی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، (اُمّ المومنین) حضرت عائشہ صدیقہ، ابوہریرہ، فاطمہ زہراء، حسن اور حسین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جیسا کہ احادیثِ صحیحہ صریحہ میں وارد ہے اور جو (مشہور مُفسّر) علامہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے کہ شیعہ (گروہ) کا لفظ اہلِ بیت کو حضرت فاطمہ، حضرت علی اور ان کے دو بیٹوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اُن کا عصمت پر اجماع حُجّتِ ضعیفہ ہے؛ کیونکہ اِن (نفوس) کو خاص کرنا آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد سے، مناسب نہیں ہے اور حدیث شریف کا تقاضا یہی ہے کہ یہ اہلِ بیت ہیں۔ یہ تقاضا نہیں ہے کہ دوسرے اہلِ بیت نہیں ہیں اور ہم پہلے ذکر کر چکے کہ لفظ عدد کا ذکر تخصیص پر دلالت نہیں کرتا اور تضعیف طہارت کو عصمت پر محمول کرنے کی طرف راجع ہے جو گناہوں سے مُنزّہ ہونے کے وُجوب کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ یہ روافض کا قول ہے اور اہلسنّت اُسے اِس پر محمول نہیں کرتے، بلکہ اس طہارت کو شرک پر خاتمہ اور سلبِ ایمان سے بچنے پر اور آتشِ جہنم میں ہمیشہ رہنے، بلکہ نارِ جہنم میں داخل ہونے سے بچنے پر محمول کرتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ طہارت مذکورہ پانچ پاکوں کے سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمیع اہلِ بیت کو عام ہو، اس لئے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی آتشِ جہنم میں داخل نہ ہو تو (اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت) مجھے عطا فرمائی۔ اس کی تخریج ابن القاسم بن بشیر نے اپنی ''امالی'' میں فرمائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی وسعتِ رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالِ فضل سے بعید نہیں ہے اور اسی طہارت کی وجہ سے ان پر وہ صدقات حرام کئے ہیں جو لوگوں کے (مال کی) میل ہیں۔ پس غور وفکر کرنا چاہیے۔

بارہ امام:

مگر اہلِ بیت شریف نبوی کے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ [1] پر لفظ ''بارہ امام'' کے اطلاق کے مسئلہ میں جان لے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح حدیث میں

---

[1] بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ: اس سے مراد وہ بارہ امام ہیں جن کی ابتداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتی ہے اور اختتام امام مہدی پر ہوتا ہے اور ''امامیہ'' اسی کے قائل ہیں اور اس پر علامہ محمد بن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ کی ''اَلشَّذَراتُ الذَّہَبِیۃ فی تَراجِمِ الأئمۃِ الإثنی عَشَر عِندَ الإمامیۃ'' کے نام سے مستقل تصنیف ہے اور اس میں جن بارہ ائمہ کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں: پہلے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما، چوتھے ابوالحسن علی بن حسین رضی اللہ عنہ، جو زین العابدین کے نام سے معروف ہیں، پانچویں حضرت ابو جعفر محمد بن زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو امام باقر کے نام سے معروف ہیں، چھٹے حضرت ابو عبداللہ جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ ہیں جو صادق کے لقب سے مشہور ہیں، ساتویں ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ ''تاریخ بغداد'' میں ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے انہیں عبد صالح کہا جاتا تھا، آٹھویں ابوالحسن علی رضا بن موسیٰ کاظم ہیں، نویں ابو جعفر محمد الجواد بن علی الرضا، دسویں ابوالحسن علی الہادی بن محمد الجواد ہیں، گیارہویں ابو محمد حسن بن عبد الہادی جو حسن عسکری کے نام سے معروف ہیں اور بارہویں ابوالقاسم محمد بن حسن ہیں جو ''امامیہ'' کے عقیدے کے مطابق بارہویں امام ہیں اور حجۃ کے نام سے معروف ہیں اور شیعہ کے گمان کے مطابق منتظر و قائم ومہدی ہیں۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کی بارہ امام کے عنوان سے ایک مستقل تصنیف ہے کہ جس کا مولانا ابوالطیب محمد شریف

وارد ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دین ہمیشہ قائم رہے گا، یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء (حاکم) ہوں سب قریش میں سے ہوں گے''۔

اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی ''مُسنَد'' میں، آپ کے فرزند عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں، امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں متعدّد اسانید سے اور امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ان کے علاوہ محدِّثین نے الفاظ کے قلیل اختلاف اور اتحاد فی المعنی کے ساتھ روایت کیا ہے مگر یہ شارعِ کریم اور آپ کے اصحاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان بارہ خُلفاء کی وضاحت میں ایسی نص وارد نہیں ہوئی ہے جو قاطع نزاع ہو۔

علماءِ اہلسنّت اس حدیث کو خلافتِ ظاہرہ پر محمول کرتے ہیں اور یہی حق ہے جو حدیث شریف کے ظاہری الفاظ کے موافق ہے مگر اُن کے بھی اس میں پانچ مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پر اجماع ہوا ہو اور لوگوں نے اُن کی بیعت کے لئے فرمانبرداری کی ہو، اگرچہ ان سے عمل کرنے میں سستی کی علامت وقوع پذیر ہوئی ہو، اس سبب سے جو مذکور حدیث کے بعض طُرُق صحیحہ میں واقع ہوا ہے۔

سُنَن ابی داؤد وغیرہ میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ: ''بارہ خُلفاء کہ اُن تمام پر لوگوں کا اجتماع ہوا ہو'' انتھی

پس وہ ترتیب وار چاروں بڑے خلفاء ہیں ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ کیونکہ خلفاءِ اربعہ کے بعد لوگ مختلف تھے، بعض حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب تھے اور بعض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب مگر اس وقت لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا جس وقت امام حسن نے

آپ کے ساتھ صلح فرمائی۔

دوسرا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں جو عدالت پر عمل کریں (یعنی عادل ہوں) اور تابعداری کی راہ کی رعایت کریں، اگرچہ لوگ ان کی خلافت پر متفق نہ ہوئے ہوں۔ پھر ان میں چار بڑے خُلفاء حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام حسن بن علی، معاویہ، عبداللہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور باقی چار خُلفاء عبادت گزار بلاتعیین قیامت کے روز تک آئیں گے مگر یہ کہ اُن میں سے ایک آخری زمانے میں آنے والے امام مہدی ہیں۔

تیسرا قول:

یہ ہے کہ (روایت میں) ذکر کردہ خُلفاء سے مراد قرنِ اوّل کے خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پے در پے تھی۔

پس اس تقدیر پر ان کی ابتداء خُلفاءِ اربعہ (حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوں گے اور اُن کی انتہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز تک ہوگی کہ اس مدت کے درمیان چودہ خلفائے ہوئے: اُن میں سے دو ایسے تھے کہ جن کی ولایت صحیح نہ تھی اور ان کی مدت طویل نہ ہوئی: ایک معاویہ بن یزید، دوسرا مروان بن حکم اور باقی بارہ افراد لگاتار خلیفہ رہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات سن ایک سو ایک (۱۰۱) ہجری میں ہوئی اور اُن کے بعد لوگوں کے احوال متغیّر ہو گئے اور آپ کی وفات کے ایام میں قرنِ اوّل ختم ہوگیا۔ مگر اس قول کا موجب یہ لفظ حدیث ہے کہ "اُن سب پر لوگ متفق ہوں گے"

مگر جو حدیث شریف ... اکثر پر محمول کی گئی ہے کیونکہ ... صفت مفقود ہوگئی تھی مگر

حضرت امام حسن بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی صحتِ ولایت (حاکمیت) کے باوجود ان کے زمانوں میں غالب اُمور منتظم تھے اور وہ جوان کی بعض مدت میں عدم انتظام کے اُمور ظہور پذیر ہوئے وہ استقامت وانتظام کی بانسبت نادر ہیں۔

چوتھا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خُلفاء ہیں جو ایک ہی وقت میں پیدا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک ہی زمانے میں خُلفاء کی کثرت شہروں میں کثرت فتنہ وشر کی موجب ہوگی اور مخالفت، تنازعات کا سبب اور اُمورِ دین کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہوگی اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں یہ قول (نقل) کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لفظ حدیث کہ ''ان سب پر لوگ متفق ہوں گے'' اس قول کے قائل کا ردّ کرتے ہیں۔ انتھی

پانچواں قول:

یہ ہے کہ بارہ خُلفاء حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل سے ہیں جو امام مہدی کی وفات کے بعد ظاہر ہوں گے، اس دلیل سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں آیا ہے: مہدی آخر الزماں کہ اُن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے سبب ہر سختی دور فرمائے گا اور وہ اپنی عدالت سے لوگوں سے ہر ظلم دُور فرمائیں گے، پھر اُن کے بعد بارہ افراد امر خلافت کے والی ہوں گے جن میں چھ افراد امام حسن کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے اور ایک اُن کے غیر سے ہوگا۔ پھر اس کے بعد فرق دکھائیں گے اور زمانہ فساد سے بھر جائے گا۔

حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں فرمایا رحمۃ اللہ علیہ قائل کا قول واضح نہیں ہے اور جو روایت حضرت ابن عباس سے نقل کی گئی ہے وہ انتہائی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

مگر گروہِ روافض نے اس حدیث کو باطنی خلافت پر محمول کیا ہے اور اس کا حصر اہلِ بیت میں سے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ پر کیا ہے۔

اور یہ معنیٰ بھی بحسبِ ظاہرِ لفظِ حدیث سے اگرچہ بعید نہیں ہے، مگر یہ کہ جب رافضیہ نامرضیہ نے حدیثِ مذکور کو اس مراد پر محصور کیا ہے اور اس پر اپنے بعض فاسد مقاصد کی بنیاد رکھی ہے جیسے مذکورہ نفوسِ کریمہ کی عصمت اور ان کے غیر کی عدمِ عصمت اور غیر معصوم کی خلافت و امامت کا صحیح نہ ہونے کا قول یعنی، ان کے ماسوا سے یہاں تک کہ وہ نفوسِ کریمہ مذکورہ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خلافت کی نفی کرتے ہیں اور ان کے سوا اور باطل باتیں (بھی ثابت کرتے ہیں)

اور اہلسنّت و جماعت کے نزدیک معصوم ہونا، انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم کے خواص سے ہے [2] اور (معصوم ہونا) خلافتِ خلفاء کی شرط نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، [3]

---

[2] چنانچہ ''الفقہ الاکبر'' میں ہے: عام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام صغائر و کبائر و کفر و قبائح سے پاک و منزّہ ہیں۔ (الفقہ الاکبر مع شرحہ للقاری، ص۹۹، ۱۰۰، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ بیروت) اور ملا علی قاری حنفی نے منزّہ کا معنیٰ معصوم کیا ہے۔ (شرح کتاب الفقہ الاکبر، ص ۱۰۰، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت) جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، صغیرہ کبیرہ، کفر اور بُری باتوں سے معصوم ہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ۱/۱۴۷، مطبوعۃ: شبیر برادر لاہور) اور ملا علی قاری کہتے ہیں: مذہب اصح پر یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے۔ (شرح الفقہ الاکبر، ص ۱۰۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[3] چنانچہ امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود حنفی سمرقندی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں: پھر انسان اور جن غیر معصوم نہیں سوائے رسولوں اور انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے۔ (شرح الفقہ الاکبر للسمرقندی، ص ۹۲، مطبوعۃ: الرحیم اکیڈمی، کراتشی)

پس اسی سبب سے اہلسنّت وجماعت معنیِ مذکور کا قول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور خود کو اس سے دُور رکھتے ہیں۔

پھر اس لفظ کا قائل اگر امامت سے مراد صرف نفوسِ کریمہ مذکورہ کی تعظیم، فضیلت وشرافت لیتا ہے تو جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر خلافت اور اس کی حقیقت اس وجہ پر مراد لیتا ہے جو گروہِ نامرضیہ رافضیہ کے ہاں مقرر ہے تو اس شخص نے نہایت ہی بُرا کام کیا ہے اور اہلِ بدعت (سیئہ) کی متابعت کی اور اگر مذکور قائل نے ان دو میں سے کوئی مراد بھی ذہن میں نہیں رکھی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! ان مقدس ہستیوں پر لفظ امام بولنے کے لئے شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی نص وارد نہیں ہے، برخلاف اس کے جسے ہم پہلے ذکر چکے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس میں شارع علیہ الصلاۃ والسلام کی جانب سے نص ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی شخص نے اُس معنی کے ارادے سے جو رافضی نامرضی کی مراد ہے اِن نفوسِ کریمہ مذکورہ پر بارہ امام کا لفظ بولا تو بھی اُسے کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کی تکفیر کرنے والا حق سے تجاوز کرنے والا اور گنہگار ہوگا؛ کیونکہ محقّقین کا مذہب یہی ہے کہ اگر کوئی تحقیقاً رافضی ہوگا (جب تک غالی نہ ہو) ؎ تو ہم اُسے بھی کافر نہیں کہیں گے اور یہی

؎ (شیعہ تین قسم ہیں: اوّل غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یارب العزت جل وعلا پر بدع یعنی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں، الی غیر ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات) یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد، فتاوی ظہیریہ وفتاوی ہندیہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامھم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں)

(فتاوی ھندیه، باب فی احکام المرتدین، ٢/٢٦٤ نورانی کتب خانه پشاور)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ماشاء اللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہوسکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولا د ولد الزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سبّ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انہیں بُرا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں ''نص علیہ فی الخلاصۃ و الھندیۃ و غیرھما'' (خلاصہ اور ہندیہ میں اس پر نص ہے)

(خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر، ۴/۳۸۱ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)

مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے مکروہ ہے۔

لما فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم لاتناکحوھم۔

کیونکہ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو۔

(کنز العمال ۳۲۴۹۸ و ۳۲۵۴۲، ۱/۵۲۹ و ۵۴۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے ناقہ کو لعنت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چھڑوا دیا کہ ملعونہ ناقہ پر ہمارے ساتھ نہ رہ۔ پھر کسی نے اس ناقہ کو نہ چھوا، حالانکہ ناقہ فی نفسہا مستحق لعنت نہیں۔

(صحیح مسلم، باب النھی عن لعن الدواب ۲/۳۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہ لعنت الٰہی کے مورد ہیں: اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (القرآن: ۲/۱۵۹)

احادیث صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر کو گوارا ہوگا، واللہ الہادی۔

سوم تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی امامت برحق جانتا ہو صرف امیر المومنین مولیٰ علی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو، انھیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بدمذہب ضرور ہیں ایسی عورت سے بالاتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی نہیں کہ مبتدعہ ہے اگرچہ ہلکے درجہ کی بدعت ہے خصوصا اگر اس کی محبت میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو کراہت شدید ہو جائے گی اور ظن غالب تو اشد بالغ بدرجہ تحریم، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

(فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، باب المحرمات، جلد ۱۱، صفحہ ۳۴۵، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہمارے امام امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے جیسا کہ آپ نے خود ''الفقہ الأ کبر'' میں اور آپ کے شاگردوں نے اپنی کُتُب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

پس اس شخص کے مثل کی کیسے تکفیر کی جائے گی کہ جس نے صرف لفظ مذکور (بارہ امام) بولا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کا سوال کرتے ہیں اور وہی بہتر رفیق اور حق وتحقیق کو زیادہ جاننے والا ہے اور ہم اس کے نبی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی اولاد اور اصحاب پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے کریم نبی کی متابعت کی توفیق اور ان کی شفاعت، لقاء کا شوق اور اُن کا قرب اور اُن کا دیدار نصیب فرما اور اُن کی محبت بڑھا اور ہمیں اُن کی سنت پر زندہ رکھ اور اُن کی ملّت پر موت دے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر فرما اور ہمیں آپ کے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلا جو سیراب کرنے والا، پینے میں آسان، برکت والا ہو جس کے بعد ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں۔

اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا اور اپنے مضبوط دین پر ثابت رکھ اور ہمیں اپنا شوق، اپنی محبت، اپنا قرب بڑھا اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما اور ہمیں اپنی رؤیت نصیب فرما۔ آمین، تیرے لئے ہی حمد ہے، اے رب العالمین!!!

تحریر از مخدوم عبد الواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: جو چادر پنجتن پر نازل ہوئی تھی، وہ کس طرح کی تھی اور کس قسم کی تھی؟

جواب: صحیح احادیث سے ظاہر ہے کہ چادر نازل نہیں ہوئی تھی، وہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لباس سے تھی اور وہ سیاہ بالوں کی تھی۔ پس حدیث شریف میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بُنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے پس وہ داخل ہوئے (چادر میں)، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے اُنہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے آپ نے انہیں بھی اس میں داخل فرمایا، پھر فرمایا (اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی)

اِنَّمَا یُرِیدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَ یُطَھِّرَکُم تَطھِیرًا ۝

(الاحزاب:۳۳/۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپا کی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ (کنز الایمان)

اس کو امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں روایت فرمایا۔

اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: یہ آیت پانچ (اشخاص) کے حق میں نازل ہوئی، (وہ یہ ہیں): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسے (امام) احمد نے روایت کیا۔

"رشیدی" میں کہا کہ "مرط" میم کے زیر کے ساتھ اون کی چادر ہے جیسے اوڑھتے ہیں۔ مُرحّل، میم کی پیش اور حاء زبر والی کی تشدید کے ساتھ، وہ کپڑا ہے جس پر پالان صورت نقش کردیتے ہیں۔ انتھی

اور چادر کے اندر آکران کا کھانا ثابت نہیں ہے لیکن دعا ثابت ہے۔

سوال: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سید کہا جائے یا نہیں؟

جواب: ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بلاشک وشبہہ سیّد ہیں جیسا کہ اس پر احادیث شاہد ہیں، پس "الصواعق" میں ہے: بیہقی نے روایت کیا ایک بار دور سے حضرت علی نظر آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عرب کا سیّد (سردار) ہے، تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ تو فرمایا: میں تمام جہانوں کا سردار ہوں اور وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عرب کے سردار ہیں۔ اسے امام حاکم نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے۔

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلامٌ علٰی عبادہ اصطفٰی

وبعد! میگوید فقیر حقیر اُمیدوار برحمت حضرت ملک، غنی محمد ھاشم بن عبدالغفور السّندی أَصلحَ اللّٰہُ حالَہ وأَحسَنَ مآلَہ کہ بدرستی کہ بسماع رسید کہ گفتنہ اند بعضی متعصّبان: کہ ھر کسے کہ اطلاق کند لفظ پنجتن پاك برنفوس کریمہ خمسہ معروفہ آن شخص رافضی باشد وھر کہ اطلاق کند لفظ دوازدہ امام برنفوس کریمہ اثناعشرہ معروفہ اُو کافر شود والعیاذ باللّٰہ تعالٰی۔

پنجتن پاک

پس گفتم من: برز مرۂ اھل اسلام وجماعۃ خدام حضرت سیّد کائنات علیہ أفضل الصلاۃ والسّلام مخفی ومحتجب نماند کہ استشھار یافتہ است کہ تلفُّظ می نمایند مردم بلفظ "پنجتن پاك" ومرادمی دارند بآنھا حضرت سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و حضرت علی المرتضٰی وحسنَین وزھرا رضی اللّٰہ تعالٰی (عنھاوعنھم)

پس این معنی صحیح است و ثابت واصل در تصحیح این اطلاق حدیث اُمّ المؤمنین عائشہ است رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا کہ گفت خَرجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم ذَاتَ غَدَاۃٍ، وَعَلَیہِ مِرطٌ مُرحَّلٌ مِنْ شَعرٍ أَسْوَد، فجاء الحسنُ بنُ عليٍّ فأدخلَہ ثُمّ جاءَ الحُسینُ فَدخلَ معہ ثم جاءَ تْ فاطِمۃُ فأَدخلَھا ثُمّ جاءَ عليٌّ فأَدخلہ ثُمّ قال: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝" (الأحزاب:۳۳/۳۳)

أخرجه مسلم فی صحیحه[1] والإمام أحمد فی "مسنده"[2] وابن أبی شیبة فی "مصنّفه"[3] وابن جریر[4] وابن أبی حاتم فی[5] "تفسیریهما"، ومروی است نحواین از أمّ سلمة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها أخرجه الحاکم فی "مستدرکه"[6] والطبرانی فی "معجمه"[7] وابن جریر[8] وابن المنذر[9] وابن حاتم[10] وابن مردویه[11] والخطیب البغدادی[12] ونیز مروی شده است نحواین از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وصحّحه التّرمذی[13] والحاکم[14] وکذا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب التواضع فی اللباس إلخ، ۱۶۳۹/۳، برقم:۳۶۔(۲۰۸۱)

[2] المسند للإمام أحمد، ۱۶۲/۶

[3] المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الفضائل، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، ۱۱۷/۱۷، برقم:۳۲۷۶۵

[4] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:۳۲و۳۳، ۲۹۶/۱۰، برقم:۲۸۴۸۸

[5] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة:۳۳، ۵۳۳/۶

[6] المستدرک، تفسیر سورة الأحزاب، جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ، ۱۹۰/۳، برقم:۳۶۱۱

[7] المعجم الأوسط، باب الحاء من اسمه الحسن، ۳۳۳/۲، برقم:۳۴۵۶، عن أبی سعید

[8] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان :۳۲ و۳۳، ۲۹۶/۱۰، برقم: ۲۸۴۹۰

[9] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۳۳، ۵۳۱/۶۔۵۳۲

[10] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۳۳، ۵۳۲/۶

[11] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة :۳۳، ۵۳۲/۶

[12] تاریخ بغداد، باب السین، ذکر من اسمه: سعد، ۲۵۷/۷

[13] سُنَن الترمذی، کتاب الأدب، باب : ماجاء فی الثوب الأسود، ۵۴۴/۳۔۵۴۵، برقم:۲۸۱۳

[14] المستدرک، تفسیر سورة الأحزاب، باب جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ، ۱۹۰/۳،

مروی شده از حضرت سلمه ربیب پیغمبر خُدا صلی اللہ علیه وسلم ورضی اللہ عنه۔أخرجه الترمذی فی "سُنَنه"[15] والطبرانی فی "معجمه"[16] وابن جریر[17] و ابن مردویة[18] فی "تفسیر یهما"۔

ونیز مروی است نحواین از حضرت واثلة بن الأسقع رضی اللہ تعالی عنه۔ أخرجه الإمام فی "مسنده"[19] وابن أبی شیبة فی "مصنّفه"[20] والبهیقی فی "سُنَنه"[21] والطبرانی فی "معجمه"[22] والحاکم فی "مستدرکه"[23] وصحّحه وابن جریر[24] وابن المنذر[25] وابن أبی حاتم[26] فی "تفاسیرهم"

---

[15] سُنَن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن ،باب ومن سورة الأحزاب، ۱۹۸/۴، برقم:۳۲۰۵

[16] المعجم الکبیر، بقیة اخبار الحسن بن علی ، برقم:۲۶۶۲، ۵۲/۳

[17] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:۳۲ و۳۳، ۲۹۶/۱۰، برقم:۲۸۴۹۰

[18] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۵۳۲/۶،۳۳

[19] المسند للإمام أحمد:۱۰۷/۴، مطبوعة: المکتبة العلمیة ، بیروت

[20] المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الفضائل ، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللہ عنه، ۱۱۷/۱۷، برقم: ۳۲۷۶۵

[21] الجامع لشعب الإیمان، فصل فی مراتب نبینا صلی اللہ علیه وسلم فی النبوة، ۸۶/۳-۸۷، برقم:۱۴۱۹، عن منصور بن صفیة

[22] المعجم الکبیر، بقیة اخبار الحسن بن علی،۵۵/۳ ،برقم:۲۶۶۹

[23] المستدرك، تفسیر سورة الأحزاب، باب : جمعه صلی اللہ علیه واله وسلم أهل بیته إلخ

[24] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان :۳۲ و۳۳، ۲۹۷/۱۰،برقم:۲۸۴۹۴

[25] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۵۳۳/۶،۳۳

[26] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة :۵۳۳/۶،۳۳

ونیز مروی است نحواین از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه بروجهے دیگر بدین لفظ که: إن هذه الآية نزلتُ فی خمسةٍ: النبیّ صلی اللّٰہ علیه وسلم وعلیّ وفاطمة والحسن والحسین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم، أخرجه الإمام أحمد فی "مسنده"[27]۔

ونیز وارد است در حدیث مرفوع از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه که فرمود حضرت پیغمبر خدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم که نَزلتْ هذهِ الآية فِیَّ وعليٍّ وفاطمةَ وحسنٍ وحُسينٍ۔

أخرجه الإمام أحمد فی "کتاب المناقب"[28] والطبرانی فی "معجمه"[29] وابن جریر[30] و ابن أبی حاتم[31] فی "تفسیر یهما"

ونیز بصحت پیوسته است که وقتے که انداخت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم کساءِ شریف رابرایشان دران وقت دعا فرمود درحق ایشان وگفت "اللهم هٰؤلاءِ أهلُ بَيتِی وخَاصَّتِی أَذْهِبْ عَنهُمُ الرِّجسَ وَطَهِّرهُم تَطهِيرًا"[32]

---

[27] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآية: ٣٣، ٥٣٣/٦

[28] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، الأصل الثالث: الإجماع/مسألة لا ينعقد الإجماع بأهل وحده

[29] المعجم الكبير، بقية أخبار الحسن بن علی، ٥٢/٣، برقم: ٢٦٦٢

[30] تفسير الطبری، سورة الأحزاب/الآيتان: ٣٢ و٣٣، ٢٩٦/١٠، برقم: ٢٨٤٨٧

[31] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآية: ٣٣، ٥٣٣/٦

[32] سُنَن الترمذی، كتاب المناقب، باب: ماجاء فی فضل فاطمة بنت محمد ﷺ، برقم: ٣٨٧١،

شانِ نزول:

مستجاب گشت دعا اُو و نازل گشت آیۃ مذکور ہ درھمان وقت برو۔

پس از مجموع این آیۃ کریمہ واحادیث شریف معلوم گشت کہ اطلاق لفظ "پنجتن" برنفوس مطہر ہ جائز وثابت است وانکار آن جہل است ونسبت رفض کردن بسوئی قائل تعصّب است وعناد واگرچہ علماءِ اہل سنت گفتہ اند کہ طہارت درین آیۃ کریمہ مخصوص نیست بنفوس خمسہ مسطورہ بلکہ عام است جمیع اہلِ بیت را از ازواج مطہرات وغیر ایشان نیز بواسطۂ قاعدہ کہ مقرّرا ست در علم اصول کہ "العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص السبب" مع ذلك اطلاق لفظ "پنجتن" منافاۃ بہ تعمیم مذکور نہ دارد۔

زیرانچہ مفہوم عدد معتبر نیست شرعاً "والتّنصیصُ علی العَدَدِ لا یَدُلُّ عَلَی التَّخْصِیْصِ" کما تقرّر فی علم الأصول [۳۳]۔پس اطلاق این لفظ دلالت نہ کند برنفی طہارت از سائر اہلِ بیتِ مثل ازواج کریمہ وآلِ عباس وغیرھم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم۔

ولہٰذا جائز است اطلاق لفظ عشرہ مُبشّرہ برنفوس کریمہ عشرہ معروفہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم [۳۴]

---

[۳۳] بدائع الصنائع ، کتاب الجنایات ، ۲٦۰/۱۰

[۳۴] سُنَن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف الزّہری رضی اللہ عنہ، برقم:۳۷٤۷، ٤۸۷/٤

بآنکہ بشارت دادہ است پیغمبرِ خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجنّت مرغیر ایشانرا۔ نیز چنانچہ عبداللہ بن مسعود[35] وعائشہ صدیقہ[36] وابوہریرۃ وفاطمۃ زہراء[37] وحسن وحسین[38] وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کماوردت

---

۳۵ الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، باب حرف العین، ۱۱۲/۳

۳۶ صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب :۱۸، ۴/ ۳۶۷، برقم: ۷۱۰۰، وباب:۱۹، ۴/ ۳۶۷، برقم:۷۱۰۱، بلفظ :انھا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والآخرۃ، عن عمار بن یاسروحسن بن علی)(الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابۃ إلخ ،ذکر جز ثالث یصرح .....إلخ،برقم:۷۰۵۴،۸/۹/۱۱۱۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمھات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث العاشر، الحدیث العاشر ، ص ۱۱۰،الطبقات لابن سعد، ذکر ازواج رسول ﷺ، عائشۃ بنت أبی بکر الصدیق ،۶/ ۴۶۔۴۷، بلفظ : أن عائشۃ قالت: قلت للنبی ﷺ، من أزواجک فی الجنۃ ؟ قال :أنت منھن۔

الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ ، عن مناقب الصحابۃ إلخ، ۸ /۹/ ۱۱۱، برقم: ۷۰۵۳، بلفظ : فقال: أما ترضین أن تکونی زوجتی فی الدنیا والآخرۃ ؟ قلت: بلی والیہ ، قال: فأنت زوجتی فی الدنیا والآخرۃ۔برقم:۷۰۵۲، بلفظ : عن عائشۃ قالت : جاء بی جبریل علیہ السلام إلی رسول اللہ ﷺ فی خرقۃ حدیر : فقال: ھذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمھات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث الثانی عشر:ص۱۱۹۔۱۲۰، بلفظ : عن أبی بکرۃ قال: قیل لہ: ما منعک أن لا تکون قاتلت علی بصیرتک یوم الجمل۔ قال : سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: یخرج قوم ھلکی ، قائدھم امرأۃ، قائدھم فی الجنۃ ۔ وقال ابن عساکر: وفی ھذا الحدیث دلالۃ علی أنھا لا تدخل النار ولیست بکافرۃ بمقاتلۃ علی رضی اللہ عنہ کما زعمت الرافضۃ ، وفیہ دلیل علی نبوۃ النبی ﷺ۔

۳۷ سیّدۃ نساءِ اھل الجنۃ فاطمۃ الزّھراء أو إتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب، الباب الثاث ﴿فضائلھا وبناء المصطفی.....إلخ﴾ الحدیث السابع والأربعون سیّدۃ نساء أھل الجنۃ ۔

۳۸ سُنَن الترمذی، باب :(۳۱)مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنھما، برقم:۳۷۶۸، ۴/ ۴۹۶

به الأحاديث الصّحيحة الصّريحة۔

وتخصيص الشيعة أهل البيت بفاطمة وعلى وابنيهما رضى الله عنهم والاحتجاج بذلك على عصمتهم وكون إجماعهم حجة ضعيف لأن التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الآية وما بعدها، والحديث يقتضى أنهم من أهل البيت لا أنه ليس غيرهم۔ [٣٩] فذلك لايفيد إلا تضعيف التّخصيص وقد قدّمنا أن ذكر لفظ العدد لا يدلّ على التّخصيص، وأيضاً، والتّضعيف راجع إلى حمل الطّهارة على العصمة بمعنى وُجوب التّنزّه عن الذُّنوب كما هو قول الرفضة، وأهل السنّة لا يحملونها عليه بل على التّنزّه عن سوءِ الخاتمة بالشّرك وسلب الإيمان۔وعن خلودِ النّار بل عن دخولها بل يمكن أن يكون تلك الطهارة عامة لجميع أهل بيته عليه الصّلاة والسلام ولو سوى الخمسة المطهّرة المذكورة۔

لماروى عن عمران بن حصين رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم قال "سَأَلْتُ رَبِّىْ أَنْ لَّا يَدْخُلَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِىْ النَّارَ فَأَعْطَانِىْ" أخرجه ابن القاسم بن بشير فى "أماليه" [٤٠] وليس ذلك ببعيد من سعة رحمة اللّٰه تعالىٰ شانُهٗ وكمال فضلِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلّم، ولأجل تلك الطّهارة حرمتُ عليهم الصّدقات التى بها أوساخ النّاس [٤١]

---

[٣٩] التفسير البيضاوى، سورة الأحزاب، تحت الآية :٣٣، ٢٣١/٥

[٤٠] الفتح الكبير فى ضم الزيادة إلى جامع الصغير ،باب حرف السين، ١٤٢/٢

[٤١] المعجم الكبير، من امه ربيعة، ٤٤٤ ،ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب إلخ، برقم:٥٦٦، ٥٥/٥

دوازدہ امام

واما مسئلة اطلاق لفظ "دوازده امام" برنفوس كريمه اثنا عشر معروفه از اهلِ بيت شريف نبوی پس بدانكه وارد شده است در حديث صحيح از حضرت جابر بن سمره رضی الله تعالىٰ عنه كه فرمود پيغمبرِ خُدا صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم: "لَايَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ" روى هذا الحديث الإمام أحمد فى "مسنده" [42] وابنه عبدالله بن أحمد فى "زوائد المسند" ومسلم فى "صحيحه" [43] بأسانيد متعدّدة، و أبوداؤد [44] والتّرمذى [45] وغيرهم من المحدّثين مع قليل اختلاف فى ألفاظ واتحادفى المعنى الا آنكه تنصيص از شارع كريمه واصحاب او صلى الله عليه وآله وسلم ورضى الله تعالىٰ عنهم درتفسير اين خلفاء اثنا عشر بروجهى كه قاطع نزاع گردد وارد نه شُده است۔

علماءِ اهل سنت حمل كرد اين حديث را بر خلافت ظاهرہ وهو الصّواب الموافق بظاهر الفاظ الحديث الا آنكه اختلاف كرده اند ايشان نيز باهم برپنج قول:

---

[42] المسند للإمام أحمد: ١٥٧/٤، مطبوعة: المكتبة العلمية، بيروت

[43] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ١، ١٤٥٣/٣، برقم: ١٠-(١٨٢٢)

[44] سُنَن أبى داؤد، ٣٠، أول كتاب المهدى، باب: ١، ٣٠٥/٤، برقم: ٤٢٧٩

[45] (سُنَن الترمذى، كتاب الفتن، (٤٦) باب ماجاء فى الخلفاء، برقم: ٢٢٢٣، ٢٤٠/٣

قول اول آنکہ مراد آنہا خلفاءِ ہستند کہ اجماع نمودہ باشند برخلافت ایشان وانقیاد ونمودہ باشند مردم برائے بیعت ایشان اگرچہ درعمل نمودن علامت تساہل از ایشان بوقوع آید بسبب آنکہ واقع گشتہ است دربعضے طرق صحیحہ حدیث مذکور درسُنَن أبی داؤد[۴۶] وغیرہ زیادہ این لفظ کہ:

اثنا عشرہ خلیفہ کلّھم یجتمعُ علیھم النّاسُ،انتھٰی۔

پس آنہا خلفاءِ اربعہ کِبَار علی ترتیبھم پس ازان معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ زیرانکہ بعد از خلفاءِ اربعہ مختلفہ بودند مردم بعضے بجانب حسن بن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وبعضے بجانب معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ الّا آنکہ اجتماع نمودند برخلافت معاویہ وقتیکہ صلح نمود حسن با اُو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما۔

وقول ثانی آنکہ مراد بآنہا خلفاءِ اند کہ عمل نمایند برعدالت ومرعی دارند طریق متابعت اگر اجتماع نہ نمودہ باشند خلائق برخلافت ایشان پس از آنہا اند خلفاء کِبَار اربعہ وحسن بن علی ومعاویہ وعبداللّٰہ بن زبیر وعمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم۔

وپیدا آیند باقی چہارم خلفاء عابد تا روز قیامت بغیر تعیین الّا آنکہ یکے از انہا ست مہدی آخرُ الزّمان.

وقول ثالث آنکہ مراد بخلفاءِ مذکورہ ہمہ خلفاءِ قرنِ اوّل ہستند کہ

متوالی بود خلافت آنها۔

پس براین تقدیر ابتداءِ آنها خلفاءِ اربعه باشند رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم وانتهاء آنها تا عمر بن عبدالعزیز چه درما بین این مدت چهارده کس خلفاء بودند ازانها دو کس بودند که ولایت آنها صحیح نشده ومدت آنها طویل نشد یکی معاویه بن یزید دوم مروان بن حکم وباقی دوازده نفر خلیفه بودند علی التوالی وبود وفات عمر بن عبدالعزیز درسنه یکصد ویك ومتغیر گشت احوال مردم بعدازوی۔ ومنقضی گشته قرنِ اولِ درایام وفات وی الّا آنکه بموجب این قول لفظ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ"۔مگر محمول براکثر باشد زیرا که این صفت مفقود گشته بود الّا در حضرت حسن بن علی و حضرت عبداللّٰه بن زبیر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم باوجود صحت ولایت ایشان وغالب اُموردرازمنه ایشان منتظم بود وآنچه دربعض مدت ایشان از عدم انتظام اُمور بظهور پیوسته آن به نسبت استقامت وانتظام نادراست۔

وقول رابع آنکه مراد دوازده خلیفه اند که درعصر واحد پیدا آیند وهیچ شك نیست درآنکه کثرت خلفاءِ در عصر واحد موجب کثرت فتنه وشرور در بلاد میشود وسبب تخالف وتنازع وواسطه تضعیف امور دین متین می شود وحافظ ابن حجر در"فتح الباری" ردّ این قول کرده است وگفته که لفظِ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ"، ردّمی کند قول این قائل را انتهی۔[47]

---

[47] فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ۵۲۔ إخراج الخصوم وأهل الریب من

وقول پنجم اینکہ دوازدہ خلفاءِ از نسلِ حسنین کریمین اند رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کہ بیرون آیند بعد از وفات امام مہدی بدلیل آنچہ در روایتے از ابن عباس آمدہ کہ مہدی آخرُ الزّمان کہ نام اُو محمد بن عبداللّٰہ باشد و دفع کند خدائیِ تعالٰی بہ سبب اُو ہر شدّتے را و دُور کند بسبب عدالت اُو ازیشان ہر ظلمے رابعدازان والی گرداند امرِ خلافت را دوازدہ نفررا شش نفراز آنہا از اولادِ حسن باشند وپنج نفراز اولاد حضرت حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما ویک دیگر از غیرا یشانِ پس ازان اُوفرق نمایند وزمانہ فاسد گردد۔

و حافظ ابن حجر در "فتح الباری" گفتہ کہ قول این قائل واضح نیست وروایتے کہ از ابن عباس نقل نمودہ ضعیف است بغایتِ ضُعف واللّٰہ اعلم۔[۴۸]

واما زمرہ رافضیہ پس حمل نمودہ اند این حدیث را بر خلافتِ باطنہ وحصر نمودہ اند اُو را در نفوس کریمہ اثنا عشر معروفہ از اہل بیت واین معنی نیز اگرچہ چندان بعید نیست بحسب ظاہر لفظِ حدیث الّا آنکہ چون رافضیہ نامرضیہ حدیثِ مذکور براین مراد حصر نمودہ اند وبناء نہادہ اند براین بعضے مقاصد فاسد خود را چنانچہ قول بعصمتِ نفوسِ کریمہ مذکورہ وبعدم عصمت غیر ایشان وبعدم صحت خلافت وامامت غیر معصوم یعنی ما سوای ایشان تا آنکہ اثبات می نمایند خلافت نفوسِ کریمہ مذکورہ را ونفی می کنند خلافت حضرت ابوبکر صدیق وعمر وعثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم

---

[۴۸] فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ۵۲۔ إخراج الخصوم وأھل الریب من

وإلی غیر ذلك من الأباطیل ومقرّر است نزد اهلِ سنّت و جماعت که اشتراط عِصمت از خواص انبیاءِ است علیهم الصّلاة والتسلیم و درخلافتِ خلفاءِ شرط نیست۔

وهیچ یکے سوی الانبیاء معصوم نیست پس ازین سبب اهلِ سنّت وجماعت از گفتن معنی مذکور اجتناب کرده اند وتحاشی نمایند۔

پس اگر قائل این لفظ مراد بِامامت مجرد تعظیم وفضیلت وشرافت نفوسِ کریمه مذکوره دارد جائز باشد وباکی نه باشد واگر مراد خلافت و حقیقت آن دارد بروجهی که مقرر است نزد زمره نامرضیه رافضیه پس این شخص بغایت کاربد کرده باشد ومتعابعت اهل بدعت کرده باشد واگر قائل مذکور ازین هر دو مراد هیچ یکے مستحضر ندارد باکی نباشد،نعم أن إطلاق لفظِ الأئمة علیهم لانصّ فیه من الشارع بخلاف ما قدّمناه من إطلاق لفظِ الخَمسةِ المطهّرةِ فإن فیه تنصیصاً مِن الشّارع۔ومع ذلك اگر اطلاق کرد شخصے لفظ دوازده امام براین نفوس کریمه مذکوره باراده معنی آنکه مرادرافضی نامرضی است نیز اُو را کافر نتوان گفت و تکفیر کنند اُو متجاوز عن الحقّ وآثم باشد چراکه مذهب محقّقین آن است که اگر کسے رافضی باشد تحقیقاً اُو رانیز کافر نگوئیم وهو مذهبُ إمامِنا أبی حنیفةَ کما نصّ علیه بنفسه فی "الفقه الأکبر"وغیره من إصحابه فی کتبهم۔[۳۹]

پس چگونه تکفیر کرده شود مثل این را که تلفّظ نموده است بلفظ مذکور

فقط۔

نسأل اللّٰہَ تعالٰی الھدایةَ والتّوفیقَ وھو خیر رفیق وأعلم بالحقّ والتّحقیق ولا حولَ ولا قوّةَ إلّا باللّٰہ العَلیّ العَظیم

ونُصلّی ونسلّم علی نبیّہٖ محمدٍ وآلہٖ وصَحبہٖ ، أَللّٰھمّ ارزُقنَا مُتابعةَ نَبیّك الکریم وشفاعتَہ وشوقَہ وقُربہ ورؤیتَہ وزِدنا محبّةً واحیِنا علٰی سنّتہٖ وتوفَّنا عَلٰی مِلّتہٖ واحشُرنا فی زُمرتہٖ واسقِنا من حوضہٖ شراباً رویاً سائغاً ھنیئًا لا نظمأ بعدہ أبدًا۔

اَللّٰھُمَّ اھُدنا صراطَك المستقیم وثبّتنا علی دِینكَ القویم وزِدنا شوقَك وحبَّكَ وقُربَك وادخلنا جنّتكَ وارزُقنا رؤیتَك آمین ولك الحمدُ یاربَّ العالمین

تمّت وعمّت متمّمات ولواحق ماسبق۔

تحریراز

مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: چادر کہ بر "پنجتن" نزول کردہ بود چہ طور بود و چہ قسم بود؟

جواب: الظاهر من الأحاديث الصّحيحةِ أن الرِّداء لم ينزل وإنما كان من لباسه صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلّم وكان من شعر أسود۔

ففی الحديث خرج رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلّم ذات غداةٍ وعليه مِرطٌ مرحّلٌ من شعرٍ أسود فجاء الحسن بن عليٍّ فأدخله، ثم جاء الحسينُ فدخل معه ثم جاءت فاطمةُ فأدخلها ثم جاء على فادخله ۔ ثم قال "اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا" رواه مسلم فی "صحيحه" [50] وروى نحوه إمام أحمد فی "مسنده" ۔ [51]

وعن أبی سعيد الخدری رضی الله تعالىٰ عنه نزلت هذه الاية فی خمسة: النبیّ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم وعلیّ وفاطمة والحسن والحسين ۔ رواه أحمد [52] قال فی الرشيدی: مِرطٌ بکسر میم گلیم از صوف وجزآن کہ پوشند، مُرحّل بضمّ میم وتشدید حاءِ مفتوحہ جامہ کہ دران صورة پالان نقش کردہ باشند ۔انتہی

وأما الأكل فلم يثبت لكن ثبت الدعاء۔

[50] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع واللباس إلخ، ١٦٤٩، برقم:٣٦۔(٢٠٨١)

[51] مسند للإمام أحمد،١٦٢/٦

[52] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآية :٣٣،٥٣٣/٦

سوال: حضرت علی کرم اللہ وجھہ راسید گفتہ شودیانہ۔

جواب: الظاھر أن أمیرَ المؤمنینَ علیّ کرّم اللّٰہُ وجھَہ سیّدٌ بلاشکّ وشبھۃ کما یشھد بھا الأحادیث ففی "الصواعق" [۵۳] روی البیھقی أنه ظھر علیٌّ من البُعد فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: ھذا سیّد العرب، فقالت عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا: ألستَ سیِّدالعربِ؟ فقال: أنا سیّدُ العالمِیْن وھو سیِّدالعربِ، رواہ الحاکم فی "صحیحه" [۵۴]

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ۔

---

۵۳ الصواعق المحرقة فی الرّدّ علی اھل البدع والزندقة، ص۱۷۲

۵۴ [illegible] الصحابة رضی اللہ تعالی عنھم، سید العرب، باب: رقم: ۱۸۲[illegible]

﴿ماخذ و مراجع﴾

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، للأمير علاءُ الدين على بن بلبان الغازى (ت ٧٣٩ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧ھ۔١٩٩٦م

☆ الطبقات لإبن سعد (ت ٢٣٠ھ) دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ۔١٩٩٤م

☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل الشيبانى (ت ٢٤١ھ) المكتبة العلمية، بيروت

☆ المصنف لابن أبى شيبة، عبدالله بن محمد الكوفى (ت ٢٣٥ھ)، تحقيق محمد عوّامة، دارقرطبة، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ المستدرك على الصحيحين، للحاكم أبى عبدالله النيسابورى (ت ٤٠٥)، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ المعجم الأوسط للطبرانى، أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥ھ۔١٩٩٩م

☆ المعجم الكبير للطبرانى، أبى القاسم سليمان بن احمد (ت ٣٦٠ھ) مطبوعة دارإحياء التراث العربى بيروت، ١٤٢٢ھ۔٢٠٠٢م

☆ الجامع لشعب الإيمان، للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشافعى (ت ٣٥٨ھ)، تحقيق الدّكتور عبدالعلى عبدالمجيد حامد، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٣ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ الدرّ المنثور فى التفسير بالمأثور، للإمام الحافظ جلال الدين السيوطى رحمة الله عليه (ت ٩١١ھ)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة

☆ الفتح الكبير فى ضم الزّيادة إلى الجامع الصغير ، للإمام جلال الدّين عبدالرحمن بن أبى بكر السيوطى (ت ٩١١ﻫ)، جمع وترتيب الشيخ يوسف النبهانى ، دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣ﻫ ـ ٢٠٠٣م

☆ الاستيعاب فى معرفة الأصحاب ، لأبى عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبرّ القرطبى (ت ٤٦٣ﻫ) تحقيق و تعليق الشيخ على محمد معوض و الشيخ عادل أحمد عبدالموجود، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٢٢ﻫ ـ ٢٠٠٢م

☆ الصّواعق المحرقة فى الرّدّ على أهل البدع و الزندقة ، للمحدث أحمد بن حجر الهيتمى المكى رحمة الله عليه (ت ٩٧٤ﻫ)، النوريه الرضويه ببلشنك كمبنى لاهور، الطبعة الأولى ١٤٣٣ﻫ ـ ٢٠١٢م

☆ الجامع الصحيح ، وهو سُنَن الترمذى، للإمام أبى عيسى محمد بن عيسىٰ (ت ٢٧٩ﻫ) تحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ﻫ ـ ٢٠٠٠م

☆ الفقه الاكبر مع شرحه للقارى للإمام الاعظم أبى حنيفة النعمان بن ثابت الكوفى رضى اللّٰه عنه، تحقيق و تعليق على محمد دندل، دارالكتب العلمية، بيروت

☆ باره امام، تصنيف مولانا عبد الرحمٰن جامى رحمة الله عليه، ترجمه و تدوين : ابوالطيب محمّد شريف نقشبندى، ناشر : سنى دارا لإشاعت، لاهور

☆ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ، للكاسانى، علاؤ الدين أبى بكر بن مسعود الحنفى (ت ٥٨٧ﻫ) تحقيق و تعليق على محمد معوض و عادل أحمد، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ﻫ ـ ١٩٩٧م

بن جرير طبرى (ت ٣١٠ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٢٦ھ ـ ٢٠٠٥م

☆ تاريخ بغداد مدينة السّلام ، للإمام أبى بكر أحمد بن على الخطيب البغدادى (ت ٤٦٣ھ) دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ تفسير البيضاوى (أنوار التنزيل و أسرار التأويل) للإمام ناصر الدين أبى الخير عبدالله بن عمر بن محمد الشيرازى الشافعى البيضاوى (ت ٦٩١ھ)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٨م

☆ سُنَن أبى داؤد، للإمام سليمان بن أشعث السجستانى (ت ٢٧٥ھ)، تعليق عبيد الدّعاس وعادل السيّد، دارابن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م

☆ سيّدة نساء أهل الجنة فاطمة الزّهراء أو إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب، للعلامة محمد عبدالرؤف بن على بن زين العابدين المناوى (ت ١٠٣١ھ)، تحقيق و تعليق الشيخ على أحمد عبد العال الطهطاوى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ الشذرات الذهبية فى تراجم الأئمة الأثنى عشر عند الإمامية لابن طولون، العلامة محمد بن طولون الدمشقى (ت ٩٥٣ھ)، تحقيق اكتدكتورة مديحة الشرقاوى، مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة ، الطبعة ١٤٢٦ھ ـ ٢٠٠٦م

☆ شرح الفقه الاكبر، للإمام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الحنفى السمرقندى (ت ٣٣٣ھ)، الرحيم اكيڈمى، كراتشى

☆ صحيح البخارى، للإمام محمد بن إسماعيل الجعفى (ت ٢٥٦ھ)، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ ـ ١٩٩٨م

(ت ٢٦١ھ)، دارالکتب العلمیة ، بیروت

☆ فواتح الرّحموت شرح مسلم الثبوت، للعلامة عبد العلی محمد بن نظام الدین الأنصاری الهندی (ت ١٢٢٥ھ)، دارإحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ-١٩٩٨م

☆ فتح الباری شرح صحیح البخاری ،للإمام الحافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانی(ت ٨٥٢ھ)، دارالکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠م

☆ کتاب الأربعین فی مناقب أمهات المؤمنین ، لأبی منصور عبدالرحمن بن عساکر (ت ٦٢٠ھ)،تحقیق و تعلیق محمد احمد عبدالعزیز، مکتبة التراث الإسلامی ، القاهرة